طلبۂ دینی مدارس کے لئے قیمتی نصائح

حضرت مولانا سحبان محمودؒ صاحب
سابق شیخ الحدیث دار العلوم، کراچی

{جس وقت بندہ رسمی طالبعلمی کا دور گزار رہا تھا اس وقت حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب طلبہ سے مسجد میں خطاب فرمایا کرتے تھے تو الحمد للہ احقر اس میں ضرور شرکت کرتا تھا اور کچھ ملفوظات قلمبند کرتا تھا۔ اور یہ اکثر متفرق کاغذوں میں لکھے ہوئے تھے، سوچ رکھا تھا کہ بعد میں انہیں یکجا کرلوں گا، بدقسمتی یہ ہوئی کہ یہ سب کاغذ کسی وجہ سے ضائع ہوگئے۔ جس کا مجھے بے حد افسوس رہا۔ البتہ کچھ نصائح میں نے کاپی میں بھی محفوظ کئے ہوئے تھے وہ میرے پاس موجود ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔} (سعید علوی)

☆......۳ محرم ۱۴۱۴ کو فرمایا ''اپنے اندر اعتدال پیدا کیجئے، جب ایک گناہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے کیونکہ ایک گناہ دوسرے کو دوسرا تیسرے کو اور تیسرے چوتھے کو کھینچتا ہے۔ اسی طرح حسنات کہ ایک نیکی دوسری کو اور دوسری تیسری کو کھینچتی ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ ہم خود نظام الاوقات بناتے نہیں ہیں اور مدرسہ کی طرف سے جو نظام الاوقات بنا کر دیا گیا ہے اس پر عمل کرنے سے پہلے گھبراتے ہیں، نماز فجر میں حاضر نہ ہونے کی وجہ سے عدم اعتدال ہے، حقوق النفس میں بھی کوتاہی نہ ہو، حقوق العباد میں بھی کوتاہی نہ ہو اور حقوق اللہ میں بھی کوتاہی نہ ہو، ابتدا میں اعتدال پر عمل کرنا مشکل ہوگا، لیکن کچھ دن کے بعد اعتدال ہماری طبیعت بن جائے گی۔ جس پیٹ میں مال حرام جاتا ہے اس دل میں علم الٰہی اور علم قرآنی نہیں آتا، میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں جب ہم پڑھتے تھے تو پچیس پیسے وظیفہ ملتا تھا اس میں سے تیل بھی لینا ہوتا تھا کہ اس وقت بجلی نہیں تھی، ہم لالٹین جلاتے

تھے، صابن بھی لینا ہوتا تھا اور ناشتہ بھی، یہ ہے طالب علمانہ زندگی، میں اپنے گھر سے دو جوڑے کپڑے لے کر مدرسہ آیا تھا، ایک جوڑا دھو کے دوسرا پہنتا تھا اس طرح دو ماہ گزرے، میرا ایک ساتھی تھا، اس کے پاس کپڑا بنانے کے پیسے نہیں تھے تو میں نے ایک جوڑا اس کو عاریتاً دے دیا ایک جوڑا میرے پاس دوسرا جوڑا اس کے پاس، چادر باندھ کر جمعہ کو کپڑے دھوتے تھے، طالبعلمانہ زندگی ایسی ہی ہوتی ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عالم بننا اور اللہ والا بننا تو بڑی بات ہے پہلے انسان بن جاؤ۔

☆...... انتیس ذی قعد، ۱۴۱۴ کو فرمایا، اگر علم کو صرف ظاہر تک محدود رکھا تو ساری عمر ضائع کی، اتنا وقت خرچ کیا اور صرف ظاہر تک محدود رکھا، ہاں علم کو قلب میں داخل کروگے تو دیکھو گے کیسی بصیرت حاصل ہوگی، عمل کا جذبہ ہوگا، علم جب قلب میں داخل ہوتا ہے تو ظاہر و باطن میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے جو اعمال پر ابھارتا ہے اور علم قلب میں اعمال صالحہ سے اور اہل علم کی خدمت سے داخل ہوتا ہے، جو طالب علم ہے وہ تو اپنی لگن اور پڑھائی کی فکر میں ہے اس کو دوسرے کو تکلیف دینے اور لینے کا کیا مطلب، مجھے چالیس سال ہوئے دار العلوم میں جب کہ چار دیواری بھی نہیں تھی، طلبہ کے کمرے بھی کھلے ہوتے تھے لیکن کبھی کوئی چوری نہیں ہوئی لیکن اب چور آئے ہیں، ظاہراً طالب علم مگر علم ان کے دل میں نہیں اترا، جب علم دل میں اترے گا تو بغیر عمل کے چین نہیں آئے گا۔ حقیقی طالب علم کا ذہن و قلب کبھی علم سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ امتحان کے دنوں میں آپ مطبخ جارہے ہیں لیکن ذہن میں علم سوار ہے اس وقت ہم حقیقی طالب علم ہوتے ہیں، ہر چیز میں قناعت کا حکم ہے لیکن علم کے بارے میں فرمایا ''رب زدنی علما'' اور زیادتی اس طرح نہیں ہوتی بلکہ کامل توجہ سے ہوگی، علم جو حاصل ہوتا ہے محنت کے ساتھ ساتھ استاد کی دعا سے اور استاذ دل سے دعا اس وقت دیتا ہے جب استاذ کی خدمت کرے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور معمولی خدمت میں دی، میری خدمت سے مراد استاذ کو راحت پہنچانا ہے۔ علم سے قلب میں علمی انقلاب آنا چاہئے ورنہ علم وبال بنے گا۔

☆...... تیئیس صفر، ۱۴۱۵ کو فرمایا، کوئی کتاب کھول کر اس طرح پڑھتے رہے کہ جسمانی طور پر شروع سے آتا ہو، لیکن ذہنی طور پر غائب ہو اس طرح پوری زندگی پڑھے گا تو بھی کامیاب نہیں ہوگا، کامیابی کا راز اس میں یہ ہے کہ جو کچھ پڑھے، اس کا تکرار کرے، جو طلبہ رات تکرار کرتے ہیں وہ کامیاب استاذ ہوتے ہیں، تذکرہ وعظ و نصیحت مسلسل کان میں پڑتی رہے تو توجہ رہتی ہے ہمیں آپس میں بھی تذکرہ کرنا چاہئے اور استاذ کو بھی وعظ و نصیحت کی بات کرلینی

چاہئے مسلسل میری جانب سے تذکرہ ہوتی ہے کبھی نرمی کے ساتھ کبھی سختی کے ساتھ، ہر طرح کی تذکرہ فائدہ دیتی ہے بشرطیکہ خلوص ہو۔ نماز روزہ...... یہ اس راستہ کے لوازم ہیں جیسے نکاح سے بیوی کے سارے حقوق لازم ہوتے ہیں، اسی طرح اس راستے کو اختیار کرنے کے بعد سارے لوازم ہمارے ذمہ ہیں جس طرح حکومت کے سارے احکام ماننا تمام عوام پر لازم ہیں، لیکن حکمران پر بطریقہ اولیٰ،...... انکی خلاف ورزی کی سخت پکڑ ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے اس راستہ کو اختیار کیا ہے اسی طرح ہم نے اس راستہ کو اختیار کیا، ہم زیادہ مسئول نہیں۔ حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ کا عبرتناک واقعہ عمل کرنے کے لیے بہترین نمونہ ہے، فرمایا میری عمر تین سال تھی، میں رات کو آخری شب میں بیدار ہوتا میں دیکھتا کہ میرے ماموں نماز پڑھ رہے ہیں تو میں اٹھتا اور دیکھتا رہتا وہ بھی مجھے دیکھتے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے ایک دن مجھے فرمایا: اے سہیل تو رات کو اللہ معی، اللہ ناظری، اللہ شاہدی، پڑھ...... تین دن پڑھنے کو فرمایا تھا، تین دن کے بعد فرمایا: پڑھا تھا؟ میں نے کہا جی، پھر فرمایا: کہ اب سات دن پڑھو، سات دن کے بعد فرمایا کہ پڑھا تھا؟ میں نے کہا، جی! پھر فرمایا کہ ایک سال پڑھو، میں استحضار کیساتھ پڑھتا رہا، اب انکی عمر چار ساڑھے چار سال ہوئی، اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ اس کی حلاوت مجھے محسوس ہونے لگی تو فرمایا جب بات یہ ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے، اللہ ہمارے ساتھ ہے تو کیا ہم اس کی نافرمانی کر سکیں گے میں نے کہا نہیں، چنانچہ وہ بھی بڑے ہو کر بڑے ولی اللہ بنے۔ اگر ہم اس مراقبہ کو چالیس دن تک کرتے رہیں گے تو ان شاء اللہ قلب میں تغیر پیدا ہوگا۔

تبلیغی جماعت ہے، اللہ نے ان میں خیر رکھی ہے، غلطی ہر ایک میں ہوتی ہے ہماری نظر غلطیوں کی طرف جاتی ہے خیر پر نہیں جاتی۔

مہمانوں کا حق ہوتا ہے لیکن کیا اپنا حق، مدرسہ کا حق ضائع کر کے ان کا حق ادا کرنا جائز ہوگا؟ آپ بتایئے؟ بعض دفعہ مہمانوں کی صورت میں بدمعاش، چور بھی آجاتے ہیں، بعض اوقات طالب علم کپڑا سکھاتا ہے (دھونے کے بعد) تو غائب ہوتا ہے اس لیے مہمانوں کے سلسلے میں بہت احتیاط کریں۔ میں نے بھی طالب علمی کا زمانہ گزارا ہے۔ الحمد اللہ میرے پاس تو مہمان نہیں آتا تھا، لیکن ساتھی کے پاس آتا تھا اور کہتا کہ فلاں کو جانتا ہوں اس نے مجھے آپ سے ملنے کے لیے کہا ہے، وہ کہہ دیتا تھا، ہاں بھائی! آؤ آپ میرے مہمان ہیں خیر وہ زمانہ تو فتنہ کا نہ تھا، لیکن اب تو ایسے مجرم آتے ہیں کہ طالب علم سے کوئی ذریعہ بنا کر رات دن پڑے رہتے ہیں کہ نکالنا مشکل ہوتا ہے...... ایک دفعہ ایک آدمی آیا تو اس کو نکالنا مشکل ہو گیا بڑی مشکل سے نکالنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مجرم ہے۔ دوسرا واقعہ

یہ ہوا کہ ایک آدمی دس سال کی لڑکی اپنے ساتھ لیکر آگیا اور یہ بات شہر سے پتہ چلی کہ اس طرح کا آدمی آیا ہوا ہے اس کو نکالو، ذمہ داران کو اطلاع نہیں تھی۔

کھانے پینے کی چیز کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھک کر رکھنی چاہئے، کیونکہ کھلی چیز پر جنات کی نظر ہوتی ہے اگر کوئی چیز ان کو پسند آجائے پھر انکے کھانے والے کی حالت کو دیکھنا، میرے ایک عزیز تھے، ابھی انکا انتقال ہوگیا کہ ایک دفعہ اس نے دہی خریدی اور ایک کونے میں بیٹھ کر کھائی تو رات کو گیارہ بجے اس کے پیٹ میں سخت تکلیف ہوئی۔ امام صاحب کو بلایا، انہوں نے دم وغیرہ کیا تو جن بولا کے اس نے ہمارے پسندیدہ چیز کھائی ہے وہ ہمیں پسند تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جراثیم کی کثرت ہے اس لئے جراثیم سے بچنے کے لئے بھی ڈھکنا ضروری ہے۔

☆......چار محرم ۱۴۱۶ھ کو فرمایا جو آدمی فرائض و واجبات پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مستحبات پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ سنت و مستحبات پر عمل کرنا سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے لیکن سب سے پہلے ہمارے لیے جنہوں نے علم دین کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ جو طلبہ آج کل مسبوق ہوتے ہیں فارغ ہونے کے بعد وہ تارک صلوٰۃ ہوں گے، صاف کہتا ہوں کیونکہ اسلاف نے فرمایا ہے کہ: من تهاون بالنوافل تهاون بالسنن ومن تهاون بالسنن تهاون بالفرائض ومن تهاون بالفرائض سلب المعرفة ومن سلب المعرفة يقع في الكفر، جس آدمی کو دنیاوی حاجت پوری نہ ہو وہ چالیس دن تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھے اس کے بعد دعا کرے ان شاء اللہ قبول ہوگی لیکن اس نیت سے نہ پڑھے بلکہ اللہ کے لئے پڑھے اللہ تعالیٰ کام بھی کردے گا۔

☆......گیارہ محرم ۱۴۱۶ھ کو فرمایا: شیطان کے کید (مکر) سے ہمیں موت تک چھٹکارا نہیں ملے گا، موت تک شیطان سے کشتی و مقابلہ رہتا ہے اور اس مقابلہ کا ثواب مومن کو ملے گا۔ عزم وہمت مؤمن کا ایسا اسلحہ ہے کہ اس سے ہر وسوسہ وکید دفعہ ہوتا ہے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم موت تک اپنی اصلاح سے غافل نہیں رہ سکتے کیونکہ شیطان تو مایوس نہیں ہوا، وہ موت تک لگا رہتا ہے اس کا حملہ ایمان پر ہے، روح پر ہے اس لیے اس کو کسی اسلحے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبیر اولیٰ پر استقامت نصیب فرمائے حسنات کی جڑ تکبیر اولیٰ کی پابندی ہے جماعت کی پابندی، نماز کی پابندی یہ حسنات کی جڑ ہے جو یہ کام کرے گا اس کو حقوق العباد وحقوق اللہ ادا کرنے کی توفیق ملے گی اور اس عمل سے اور اس پر استقامت سے وقت میں برکت ہوگی، کام میں برکت ہوگی "البركة من الله" وہی برکات کا دروازہ کھولتا ہے لیکن کچھ ضوابط ہیں ان پر جو عمل کرے گا اس کے لئے کھولے گا، ایک یہ کہ جو نعمت ملی اس پر

قول وفعل سے شکر کیا جائے۔

☆......بیس محرم ۱۴۱۶ھ کو فرمایا: پچھلی مجلس میں تکبیر اولیٰ کے بارے میں بیان کیا تھا بڑی خوشی ہوئی کہ آپ حضرات اس کا اہتمام فرمارہے ہیں، آپ خود اس کا فائدہ محسوس کررہے ہوں گے۔ اب ایک قدم آگے بڑھنا چاہیئے یہ کہ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد اور ہو سکے تو تحیۃ الوضو بھی دو رکعت پڑھ لے، ہم میں سے بعض فجر کے بعد جلدی جاتے ہیں اور سو جاتے ہیں اس لیے کہ ابھی سبق میں کافی وقت ہے، اگر کسی کو سونا ضروری ہو تو مثلاً وہ رات کو دیر تک پڑھتا رہا، اور دیر سے سویا تو وہ سو جائے لیکن اس کی عادت نہ بنائے، کیونکہ چڑھتے سورج نکلتے وقت سونے سے رزق میں تنگی ہوتی ہے۔ تلاوت قرآن مجید سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اس لئے اس طرف توجہ دو۔ ہمیں مشترکہ چیز اس طرح استعمال کرنی چاہیئے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو مثلاً یہ کہ چپل رکھنے کے لئے کوئی اسطرح جگہ خاص نہ کرلے کہ کوئی دوسرا نہ رکھ سکے۔ مشترکہ طور پر صفائی کا اہتمام ضروری ہے۔ اگر کوئی روٹی بچ جائے اور تم اسے پھینک رہے ہو تو روٹی کی جگہ پھینکو، سالن کے ساتھ نہ ملاؤ۔

☆......پچیس شوال ۱۴۱۶ھ کو فرمایا: امتحان کے دن قریب ہیں اس بارے میں چند باتیں عرض کردیتا ہوں۔ میرے عزیز طلبہ: آپ لوگ اپنی استقامت اور وسعت کے مطابق محنت کیا کریں۔ انشاء اللہ اللہ کی مدد ہوگی۔ بعض اوقات طلبہ رات کو دیر تک پڑھتے رہتے ہیں پھر صبح کو جب امتحان ہال میں لکھنے بیٹھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں لکھ سکتے۔ کیونکہ بالکل تھکے ہوئے ہوتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ لوگ اس فکر میں نہ پڑو کہ ساری باتیں یاد کرلو۔ بلکہ خلاصہ یاد کرو۔ امتحان میں اس سے تمہیں فائدہ ہوگا، اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق یاد کرو پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔ نقل کرکے خیانت نہ کرو۔ اللہ پر اعتماد کرو، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جو طالب علم محنت کرتا ہے پھر لکھتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے۔ جو امانت کے ساتھ کام کرتا ہے اس میں ایک خاص قسم کی برکت ہوتی ہے۔ گناہوں سے بچو، اس سے بھی امتحان گاہ میں مدد ملے گا۔ امتحان گاہ میں داخل ہونے سے پہلے دو یا چار رکعت پڑھو۔ اشراق کی پابندی کرو خصوصاً امتحان کے ایام میں، دارالعلوم سے باہر مت جاؤ کیونکہ میں نے بارہا کہا فتنہ کی جگہ جانا بھی گناہ ہے، میں کبھی مدرسہ سے باہر نہیں گیا الّا یہ کہ کوئی شرعی ضرورت ہو حالانکہ وہ زمانہ فتنہ کا نہ تھا۔ پچھلی مجلس میں بیان کیا تھا کہ تحیۃ المسجد اور تلاوت قرآن کا اہتمام کرو اگر شروع کردیا تو بہت اچھا، ورنہ اب شروع کرو۔

☆......چوبیس رجب ۱۴۱۶ھ کو فرمایا امتحان میں ان باتوں کا لحاظ کیجیے: اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے

دعا کیجئے، کیونکہ کافر اور مؤمن کی محنت میں یہی فرق ہے۔ محنت کیجئے لیکن ایسی محنت شاقہ نہ ہو جس کا تحمل آپ کا جسم نہ کر سکے اس کا نقصان ہوتا ہے، اعتدال کے ساتھ ہو ورنہ ایسی محنت سے کامیابی نہیں ہوتی اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے خصوصاً جس دن امتحان ہو اس رات کو بڑے اطمینان سے بے فکر ہو کر سو جاؤ۔ (یہ میں نے الٹا نسخہ بتایا) ہاں تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرو۔ تمام معاصی (گناہوں) سے توبہ کرو، اللہ تعالیٰ کی رحمت آئے گی۔ امتحان گاہ میں اس حال میں آؤ کہ تم ذکر اللہ میں مشغول ہو اِدھر اُدھر کی بات نہ ہو۔ گھر یا کمرہ سے نکلتے وقت ایک مرتبہ ''بسم اللہ توکلت علی اللہ'' پڑھیں، بزرگوں کا تجربہ ہے کہ امتحان گاہ میں داخل ہونے سے پہلے جو سات مرتبہ ''سلام قولا من رب الرحیم'' پڑھ لے اللہ کی مدد آئے گی، آداب مسجد کا لحاظ رکھو، خیانت کسی بھی قسم کی نہ کرنا، کیونکہ خائن ظاہراً کبھی کامیاب بھی ہو جائے لیکن حقیقی کامیابی نہیں ہوتی، کاغذ اور قلم کا ادب کریں اور روشنائی کا استعمال اس طرح نہ کریں کہ مسجد خراب ہو، پرچہ بسم اللہ سے شروع کریں۔ جو سوال یاد ہو اس کو اوّل حل کریں بعد میں مشکل سوال کا جواب لکھیں۔ جواب اگر درست لکھا تو شکر کریں اور فخر نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھیں، اگر خراب لکھا تو صبر کریں اور ثواب سمجھیں اور انا للہ...... پڑھیں۔

☆...... تیئس صفر ۱۴۱۶ھ کو فرمایا: روئی والوں نے جو حوض بنایا ہے اس میں مت نہاؤ کیونکہ یہ حوض ان کی ملک ہے، کیا دوسروں کی چیز استعمال کرنا جائز ہے اور جب کہ دار العلوم نے وہاں نہانے کی اجازت نہیں دی تو یہ دوسری خرابی ہے کیونکہ تم نے عہد کیا ہے کہ تم دار العلوم کے قوانین کی حفاظت کرو گے۔ بے شک اس زمانے میں طلباء کی جماعت اولیاء اللہ واحباء اللہ کی جماعت ہے تم اللہ والوں کی جماعت ہو کیا یہ اللہ کی جماعت کی شان ہے کہ وہ دوسروں کی ملک کو بلا اجازت استعمال کیا کریں۔ اور جب تم اس طرح کرو گے تو لوگ اسکو دلیل بنالیا کریں گے۔ کیونکہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو فتویٰ طلب کرتے ہیں ورنہ اکثر لوگ دوسروں کے فعل کو دلیل بنالیتے ہیں، لوگ کہیں گے کہ ہم نے دار العلوم کے طلبہ کو دیکھا کہ وہ اسطرح کرتے ہیں اور وہ علماء ہیں اگر جائز نہ ہوتا تو وہ کیسے کرتے۔ معلوم ہوا جائز ہے، غور کرو تمہاری یہ بات کہاں تک پہنچ جائے گی۔ جب تم دوسروں کی چیز استعمال کرو گے اور علم بھی حاصل کرو گے تو کیا اس علم میں برکت ہوگی؟ نہیں، برکت نہیں ہوگی۔ یہاں تمہارے اساتذہ اور اولیاء موجود ہیں جو بھی کام کرو پہلے ان سے مشورہ کرلو۔ حدیث کے طلبہ نے یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کا واقعہ سنا ہے۔ یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد تھے۔ ایک دفعہ شہر میں ایک ہاتھی آیا، طلبہ نے اجازت طلب کی کہ وہ ہاتھی دیکھنے جانا چاہتے ہیں

ان کو اجازت مل گئی، تو سب طلبہ ہاتھی دیکھنے چلے گئے، مگر یحییٰ نہیں گئے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا: تم ہاتھی دیکھنے کیوں نہیں گئے؟ کہنے لگے کہ میں ہاتھی دیکھنے اندلس سے نہیں آیا، آپ کو دیکھنے آیا ہوں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے، پس یحییٰ کو وہ شان حاصل ہوئی جو حدیث اور فقہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے ساتھیوں کو نہیں ہوئی۔ ابھی پروا نہیں کروگے تو بعد میں نہیں کرسکو گے۔ اولاً اپنے آپ کو پہچانو پھر دشمن کو پہچانو اور پھر اس سے بچنے کی تدبیر کرو۔ آپ کون ہیں؟ کس لیے آئے ہیں؟ آپ کا منصب کیا ہے؟ آپ کی حیثیت کیا ہے؟ دشمن دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) ظاہری (۲) باطنی۔ شیطان کا شاگرد رشید نفس ہے جو ہم میں سے ہر ایک کے پاس ہے، عام انسانوں کا نفس اتنا شریر نہیں ہوتا جتنا مولوی وطالب علم کا ہوتا ہے۔ میں نے تقریباً پچیس سال پہلے غالباً پہلا بیان کیا تھا، اکابر موجود تھے، وہ بیان کرتے تھے، اس وقت میں نے یہ کہا تھا کہ باہر نہ جایا کرو۔ باہر جانا ایسا ہی ہے جیسے بیت الخلاء میں جانا (کہ ضرورت کے لئے گئے ضرورت پوری ہوتے ہی واپس آگئے) آپ کو کچھ کہا جاتا ہے نہایت دلسوزی وہمدردی سے کہا جاتا ہے، آپ کے دنیوی ودینی فائدے کے لئے کہا جاتا ہے جب بھی میں طلبہ کو باہر جاتے ہوئے دیکھتا ہوں دل پر چوٹ لگتی ہے۔ میرے ساتھیوں میں وہ بھی تھے جنہوں نے بازار کی شکل تک نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم کے عروج تک پہنچایا، بعض وہ بھی تھے جو بازار میں رہتے، تھوڑی دیر کیلئے آتے، ان کو علم کا ایک حرف بھی نہیں ملا۔ ابھی تمہیں اندازہ نہیں ہوگا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اندازہ ہوگا۔ ایک اور مجلس میں فرمایا۔ صفائی کا اہتمام کرو۔ نماز اور سنن ومستحبات کا لحاظ رکھو۔ مدرسہ سے باہر جانے سے گریز کریں۔ بار بار کہہ چکا ہوں کہ صرف علم سے کام نہیں چلتا بلکہ عمل صالح صحیح بھی ضروری ہے۔

انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے عجیب مخلوق بنایا ہے اگر یہ ترقی کرے تو اعلیٰ علیین تک پہنچ جائے اور تنزل میں اسفل السافلین بلکہ اس سے بھی نیچے گر جائے۔ اب جہاں چاہے اپنی صلاحیت کو استعمال کرے۔ تقویٰ نام ہے معصیت اور گناہوں سے بچنے کا لیکن اسکے مراتب بے شمار ہیں۔ آدمی ترقی کر کے اعلیٰ مرتبہ تک پہنچتا ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں تم میں سب سے بڑا متقی ہوں'' مہمانوں کے سلسلے میں احتیاط سے کام لیں۔ مجھے ایسے آدمی، جو ہندوستان وپاکستان کی جنگ میں شریک تھا بتایا کہ میں اتنی گولیاں چلتی ہوئی اس جنگ میں بھی نہیں دیکھیں جتنی یہاں (یعنی فتنہ وفساد کے زمانے میں کراچی میں) چلتی ہیں۔ کوئی ادارہ جب کوئی قانون بناتا ہے تو لغو نہیں بناتا، بلکہ سالہا سال کے غور وتجربہ کے بعد جس میں طلبا کا فائدہ ہو وہ قانون بنایا جاتا ہے۔ کچھ دن پہلے مجھے قیم

صاحب (طلباء کے نگران) نے بتایا کہ پولیس آئی تھی اور کہنے لگی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعض تخریب کار لوگ یہاں مہمان بن کے آتے ہیں اور چند دن ٹھہر کر اپنا کام کر کے چلے جاتے ہیں قیم صاحب نے جواب دیا کہ ہم بغیر اجازت مہمان نہیں ٹھہراتے۔ لہٰذا دوبارہ یاد رکھو کہ کوئی طالب علم قیم صاحب کی اجازت کے بغیر کسی مہمان کو اپنے پاس نہ ٹھہراؤ۔

☆...... محرم ۱۴۱۷ھ کو فرمایا: ایک مرتبہ حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وقت سے پہلے درسگاہ میں تشریف لائے اس وقت اکثر طلبہ پانی وغیرہ پینے کے لیے باہر گئے ہوئے تھے، ہم سے فرمایا کہ جب تک سارے طلبہ آجائیں چند باتیں سن لو۔ فرمایا میرے استاذ فرماتے تھے کہ:

☆...... مولوی سے تین کام نہیں چھوٹتے: (۱) نکاح (۲) قبول دعوت (۳) قیلولہ

☆...... تین کاموں پر قادر نہیں: (۱) تلاوت قرآن کریم (۲) حسن خط (۳) فرمایا تیسرا بھول گیا۔

☆...... تین کام عام مسلمان مولوی کے لئے لازم سمجھتے ہیں: (۱) تعبیر خواب (۲) تعویذ (۳) تقریر و خطاب

☆☆☆

رقت قلب

امام ابوزرعہ مشہور محدث ہیں، وہ تیسری صدی ہجری میں پہلے شام اور پھر مصر کے قاضی بھی رہے ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے شافعی عالم ہیں جن کو قضا کا منصب تفویض کیا گیا اور شام میں انہی کے ذریعہ شافعی مسلک کی نشر و اشاعت ہوئی وہ اتنے رقیق القلب تھے کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص پر میری اتنی رقم واجب ہے انہوں نے مدعا علیہ کو بلا کر پوچھا تو اس نے اقرار کر لیا۔ آپ نے مدعی کے حق میں فیصلہ صادر کرتے ہوئے مدعا علیہ کو حکم دیا کہ ''مدعی کی رقم ادا کر دو'' اس پر مدعا علیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، امام ابوزرعہؒ نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ''میں جھوٹ بول نہیں سکتا تھا، اس لئے اقرار کے لئے مجبور تھا۔ لیکن میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں قرض ادا کر سکوں لہٰذا آپ مجھے جیل بھیج دیجئے۔'' امام ابوزرعہؒ نے یہ سن کر مدعی کو بلایا اور قرض کی رقم اپنے پاس سے اس کو ادا کی اور مدعا علیہ کو چھوڑ دیا۔

اس واقعہ کی شہرت ہوئی تو لوگوں نے یہ وطیرہ بنالیا کہ وہ اپنے خلاف قرض کا اقرار کرتے، اور جب ادائیگی کا حکم سنتے تو اپنی مفلسی کا عذر پیش کر کے رو پڑتے اور قید خانے میں جانے پر آمادگی ظاہر کر دیتے لیکن یہ جاننے کے باوجود کہ بعض لوگ دھوکہ کرنے لگے ہیں امام ابوزرعہؒ نے اپنا طریقہ نہیں بدلا اور آخر تک یہی معمول رہا کہ ایسی صورت میں رقم اپنی جیب سے ادا کر کے مدعا علیہ کو قید سے بچا لیتے تھے۔